❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ:187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شرّ کرے اگر اُس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔

(بخاری کتاب السوم باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت" کا "باب" جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے
سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر
جواب مانگ نہ اے "لاجواب" جانے دے
مرے گناہ تیری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار! حساب و کتاب جانے دے

سامعین کرام آئیں! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان و روزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

رمضان میں رحمت کی تلاش کی ضرورت ہے

آپؒ فرماتے ہیں:

"پھر لغت میں تَرَمَّضَ الصَّیْدَ کا محاورہ بھی لکھا ہے۔ یعنی جنونی شکاری شدت گرما کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گرمی کے وقت اپنے شکار کی تلاش میں نکلا۔ گویا اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ بھوک اور پیاس اور دوسری سختیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے۔ گرمی کی شدّت یا تکلیف، یا بھوک اور پیاس، یا بے خوابی وغیرہ اس کے راستہ میں روک نہیں بن سکتیں اور وہ جو کچھ تلاش کرتا ہے اس کا مفہوم بھی ہمیں اسی لفظ سے ہی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس کا مطلوب ہرن اور تیتر کا شکار نہیں

ہوتا۔ چنانچہ الرَّمَضُ کے ایک اور معنی عربی میں اَلْمَطَرُ یَاْتِیْ قَبْلَ الْخَرِیْفِ فَیَجِدُ الْاَرْضَ حَارَّۃً مُحْتَرِقَۃً (اقرب) ہیں یعنی وہ بارش جو گرمی کی شدت کے بعد اور موسم خزاں سے پہلے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور جب وہ نازل ہوتی ہے تو زمین پوری طرح تپی ہوئی اور جلی ہوئی ہوتی ہے لیکن جب وہ بارش نازل ہوتی ہے تو اس تپش کو دور کر دیتی ہے۔ اس جلن کو مٹا دیتی ہے اور سکون کے حالات پیدا کر دیتی ہے۔ تو یہاں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ رمضان کے مہینے میں جنونی شکاری کی طرح بھوک اور پیاس اور دوسری تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جس مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس رحمت کی بارش کے بغیر میرے دل کی جلن دور نہیں ہو سکتی۔ میرے اندر جو آگ لگی ہوئی ہے وہ بجھ نہیں سکتی جب تک کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش نازل نہ ہو۔ پس یہ تمام مفہوم لفظ رمضان کے اندر ہی پایا جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 24 دسمبر 1965ء)

رمضان دعائیں کرنے، نوافل ادا کرنے، ذکرِ الٰہی اور مستحقین کا خیال رکھنے کا مہینہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ماہِ رمضان بہت سی برکتیں لے کر آتا ہے اور بہت سی برکتیں لے کر آ گیا ہے۔ اس ماہ میں صرف روزے ہی رکھنے کا حکم نہیں، گو اس کی بڑی عبادت تو اس طریق پر روزہ رکھنا ہے جس طرح اسلام نے بتایا ہے لیکن قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ روزے رکھنے کے علاوہ یہ ماہ دعائیں کرنے کا ہے، نوافل ادا کرنے کا ہے، ذکرِ الٰہی سے اپنے اوقات کو معمور کرنے کا ہے نیز یہ مستحقین کا خاص طور پر خیال رکھنے کا مہینہ ہے اور اگر انسان غور کرے تو یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو بڑے اور چھوٹے کو ایک مقام پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے اور برابر کر دیتا ہے۔ دن کے وقت بھوکا رہنے اور رات کے اوقات میں خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھکنے کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے کی کوئی تمیز نہیں رہتی ان میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔"

(خطبات ناصر جلد ہفتم صفحہ 182)

فرمایا:

"پس رمضان اپنی تمام برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ مَیں نے اس وقت رمضان کی چار پانچ برکتوں کا ذکر کیا ہے یعنی چار برکتیں تو وہ ہیں جو انسان اپنی کوشش اور اپنے عمل سے، اپنے ایمان کے درخت کو نشوونما دے کر، اس کی پرورش کر کے اسے ایک بڑا شاندار حسین شاخوں سبز پتوں والا درخت بنا کر حاصل کرتا ہے اور پانچویں وہ برکت ہے کہ جب وہ درخت ثمر آور ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت انسان دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتا ہے اس طرح وہ اسے پھولوں کا گہنا پہناتا اور پھلوں سے لاد دیتا، اس کی افادیت کے ہر پہلو کو اُجاگر کرتا ہے۔ گویا پانچویں برکت کا تعلق انسان کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی موہبت کے ساتھ ہے۔ جب انسان کو یہ موہبتِ الٰہیہ نصیب ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد روحانی درخت اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں ہوتا ہے اور وہ انسان کے لئے ابدی جنت اور ابدی سرور کا ذریعہ بن جاتا ہے۔"

(خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 457)

دعائیں کرنا بھی ایک مجاہدہ ہے

فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں مختلف قسم کی کوششوں اور مجاہدات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جسم کا مجاہدہ ہے، زبان کا مجاہدہ ہے، اعمال کا مجاہدہ ہے، خدا تعالیٰ کی یاد میں اوقات بسر کرنے کا مجاہدہ ہے، قرآن کریم پر کثرت سے غور اور فکر اور تدبیر کرنے کا مجاہدہ ہے اور بھی بہت سے مجاہدات اکٹھے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا کیا کرو۔ دعائیں کرنا بھی ایک مجاہدہ ہے۔ مَیں نے ابھی نوافل کے متعلق جو کہا تھا وہ بھی دعائیں کرنے کے لئے ہوتے ہیں یعنی سب کوششوں کے بعد خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ اے خدا! ہم نے اپنی طرف سے اپنی سی کوشش کر لی لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہماری کوشش ناقص ہے اور ہم نے پورا زور لگایا لیکن ہم مانتے ہیں کہ ہم پورا زور لگائیں تب بھی وہ بات نہیں بنتی اور ہم منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتے اس لئے ہم تیرے حضور عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اے رحیم خدا! ہم پر رحم فرما اور ہماری کوششوں اور سعی اور خلوص نیت میں اگر کوئی نقص ہے تو اس کو دور کر دے۔ اگر کوئی کمی ہے تو اس کو پورا کر دے ہماری کوششیں اُدھوری ہیں۔ ہم انسان ہیں ہماری کوششوں کے کمال تک پہنچنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اپنے رحم سے مہیا فرما۔ اے ہمارے رب رحیم! ہماری کوششوں کا وہ نتیجہ نکال جو

ہمارے لئے جنت اور قرب اور رضا کے حصول کا باعث بنے اور ہم تیرے محبوب بن جائیں جس طرح کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم تیرے عاشق اور عاجز بندے ہیں اور جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تجھ ہی میں فنا ہو جانے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں۔“

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 979)

نیز فرمایا:

”روزہ کا مطلب محض بھوکا رہنا نہیں بلکہ ماہِ رمضان کی عبادت دراصل بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اِس میں ایک نمایاں چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ جسمانی ضرورتوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اُس میں محو ہونے کی کوشش کرنا ہے... وہ لوگ جو روحِ رمضان کو سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی جسمانی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر روحانی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے روحانی قویٰ کو تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اِس کے نتیجہ میں (ایک اصطلاح ہے کہ) تنویرِ قلب ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ روحانی قویٰ تیز ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی وجہ سے اِس میں فرماتا ہے کہ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي یعنی روحانی قویٰ کی تیزی کے بعد پہلا سوال ہی یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ مذہبی احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پختہ اور زندہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو رمضان کی عبادتوں کے نتیجہ میں انسانی ذہن یہ کہے گا کہ ربّ کو کیسے پایا جاسکتا ہے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہارے روحانی قویٰ تیز ہوں گے تو تمہیں نظر آجائے گا کہ مَیں تمہارے بالکل قریب ہوں مگر جو شخص خدا تعالیٰ کو پہچانتا نہیں اور اس کے روحانی قویٰ میں نشو و نما نہیں ہوئی۔ اسے بیماری ہے یا وہ صحت مند نہیں ہے اُس کی روح کسی دوسری طرف متوجہ ہے ایسے شخص کو تو نظر نہیں آتا لیکن جس کو نظر آئے یا جسے اللہ تعالیٰ کا عرفان اور معرفت حاصل ہو جائے، وہ تو اپنے رب کو اتنا قریب پاتا ہے کہ واقع میں اس سے زیادہ قریب وہ کسی اور چیز کو محسوس نہیں کرتا۔ اسے یہ نظر آرہا ہوتا ہے کہ ربوبیتِ باری کے بغیر وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا صحت کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا، اپنے قویٰ کو نشو و نما نہیں دے سکتا۔ اسے رب کی ربوبیت کی ضرورت ہے اور ربوبیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت کی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں مثلاً وہ حیّ بھی ہے اور قیوم بھی ہے کوئی وجود ظہور پذیر نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور کسی زندگی کو بقاء نہیں رہ سکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مرضی نہ ہو پس اسے نظر آتا ہے کہ حیات کا سرچشمہ اور قائم رہنے کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ میرا سانس میری زندگی کا سانس ہے بلکہ اسے نظر آرہا ہے کہ میرا وہ سانس میری زندگی کا سانس ہے جس کے متعلق خدا چاہے کہ وہ میری زندگی کا سانس بنے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ غذا جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی منشاء اور اس کے حکم کے بغیر ہمارے جسموں کو صحت اور تر و تازگی نہیں بخشتی اور طاقت نہیں دیتی جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو اس کے سامنے نہ روزمرہ یہ نظارے آتے ہیں کہ کھانا کسی آدمی کی موت کا موجب بن گیا یا پانی جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے یعنی وہ ہمارے لئے زندگی کا پانی ہے اور روٹی سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ کسی انسان کی موت کا باعث بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر جانتے ہیں، اطباء جانتے ہیں کہ بعض دفعہ انسان کو پانی پی کر اس قسم کا قولنج پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 487-488)

پھر فرماتے ہیں:

”غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (رمضان کی) عبادت خاص طور ایسی ہے کہ اس سے روحانی قویٰ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ تنویر قلب پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد انسان کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میرا رب مجھے کیسے مل سکتا ہے یعنی یہ خیال تبھی پیدا ہوگا جب اس نے صحیح سمت کو قدم اُٹھالیا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں تمہارے قریب ہوں۔ کیا تم میری قدرتوں کو نہیں دیکھتے؟ مَیں تمہاری ہر احتیاج پوری کرتا ہوں۔ تمہارا سانس لینا، تمہاری بینائی، تمہاری شنوائی یہ سب میرے حکم اور میری اجازت سے قائم ہیں۔ میری تمہیں ضرورت ہے تمہاری آنکھ، ناک، کان، دل اور دل کی صحیح حرکت سب میرے حکم میں بندھے ہوئے ہیں.... پس ماہِ رمضان اور اس کی عبادتوں کا انسان کو ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس کے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں اور اپنے رب کے متعلق ایک جستجو پیدا ہوتی ہے اور یہ انسان کے لئے بڑی ضروری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے رب کی صفات کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے یہاں تک کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ اس کا ربّ اس کے کتنا قریب ہے۔ وہ دُور نہیں کہ جس سے ہم بھاگ سکتے ہوں۔ وہ دُور نہیں کہ جس کے بغیر ہم زندگی گزار سکتے ہوں۔ وہ دُور نہیں کہ جس کی توجہ کے بغیر ہم اپنی ضرورتیں اور احتیاجیں پوری کر سکتے ہوں پس انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میرے بالکل قریب ہے۔“

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 490)

فرمایا:

”پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے تمہارے لئے ہدایت کے سامان بھی مہیا فرمائے ہیں اور پھر تم ماہ رمضان میں قبولیت دعا کے نمونے بھی دیکھتے ہو لیکن اگر تم مستقل طور پر میری اطاعت کو اختیار نہیں کروگے تو میرے فضل بھی تم پر مستقل طور پر نازل نہیں ہوں گے اور نہ ہی تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ انجام بخیر اسی کا ہوتا ہے جو اپنی زندگی کے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جوُا اپنی گردن پر رکھے۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 61)

رمضان اور قبولیت دعا

”رمضان کے مہینے کا اور رمضان کے روزوں اور عبادات کا بڑا گہرا تعلق دعا اور قبولیت دعا کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے یہ فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے ”اور مَیں خود اس کی جزا ہوں گا“ اور وہ خود ہی اس کی جزا بن جاتا ہے۔ اسے اپنا قرب عطا کرتا ہے اور اپنے پیار اور محبت کا سلوک اس سے کرتا ہے اور پیار اور محبت کے سلوک میں بڑا ہی پیارا سلوک قبولیت دعا کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ قرآن میں ہدایت بھی ہے اور حکمت بھی ہے نور بھی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر مہینہ میں ان قرآنی برکات کے حصول کی کوشش کرتے رہا کرو لیکن رمضان میں آسمان سے رحمتوں کا نزول دوسرے مہینوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے اور قبولیت جو انسان کو حاصل ہوسکتی ہے وہ بھی اس مہینہ میں زیادہ حاصل ہوسکتی ہے... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ اگر میرے بندے یہ سوال کریں کہ اللہ کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے تو انہیں میری طرف سے کہو کہ مَیں تو قریب ہوں۔ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ رمضان کے روزوں اور دوسری عبادتوں کے نتیجہ میں میں اور بھی قریب ہوگیا اور میرے قرب پر یہ بات شاہد ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا کو میں قبول کرتا ہوں۔“

(خطبہ جمعہ 8/ دسمبر 1967ء)

آپؒ فرماتے ہیں:

”ایک وہ دعا ہے کہ جس میں آدمی بے تاب ہو کر خدا تعالیٰ کے قدموں پر گر جاتا ہے اور کہتا ہے مجھے یہ عطا فرما۔ وہ تو الٰہی صفات کی معرفت کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ یعنی وہ اسی وقت ہوسکتی ہے جب انسان کو یہ پتہ لگے کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ سے زیادہ قریب ہے جہاں تک موسم کی حفاظت کا تعلق ہے اپنے گھر سے زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک بعض دوسری ضرورتوں کا اور زینت کا سوال ہے۔ ہمارے لباس سے زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک دورانِ خون (جس پر زندگی کا انحصار ہے) کا تعلق ہے وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ ہر پہلو اور ہر جہت سے، ہر غیر کی نسبت وہ ہم سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ اِنِّي قَرِيبٌ کا یہ مطلب نہیں کہ بعض جہات سے اللہ تعالیٰ قریب ہو اور بعض جہات سے دُور بلکہ جو لوگ اس کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کی صفات کو پہچانتے ہیں وہ علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتے اور اسے ثابت کرسکتے ہیں کہ ہر جہت اور ہر پہلو سے ہر غیر کی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ نزدیک ہے پس فرمایا کہ صفات کا پتہ لگے تو تم دعا کی طرف مائل ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا۔ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ جو مجھے پہچانتا ہے اس کی دعا اجابت کا درجہ پاتی ہے۔ فرماتا ہے اُجِيبُ یعنی مجھے اس نے قریب دیکھا تو مَیں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہر شخص کی دعا قبول نہ ہوگی۔ وہی معرفت جس کے متعلق شروع میں اشارے کئے گئے تھے۔ وہ اس آیت کے آخر میں بھی ہے فرمایا فَلْيَسْتَجِيبُوا۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ نہ اپنی طرف سے عبادت میں شدّت پیدا کرو اور نہ میری فرض کردہ عبادت سے بچنے کے لئے بہانے ڈھونڈو۔ جو رعایت میں دیتا ہوں شکر کرو اور اسے قبول کرو۔ جو حکم مَیں دیتا ہوں شکر کرو اور اسے قبول کرو۔ جس عبادت کے کرنے کو میں کہتا ہوں وہ بھی کرو اور جس کے نہ کرنے کا کہتا ہوں وہ بھی نہ کرو۔ فرمایا۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا۔ جب تم میرے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزارو گے اور شریعت کی پابندی کروگے تو تمہاری جسمانی اور روحانی نشوونما اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ہدایت بھی پا جاؤ گے اور تمہارا انجام بھی بخیر ہوگا۔“

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 491)

روزہ ڈھال ہے اور آئندہ نسل کی بقاء ہے

فرمایا:

”اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَلَا یَرْفُثُ وَلَا یَجْھَلُ (یہ چھوٹا سا ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو تمہارے لئے ڈھال بنایا ہے اور تمہاری نجات کا راز اور تمہاری نسلوں کی بقا کا سر اس بات میں ہے کہ تم اپنی زندگیوں کو اور اپنی نسلوں کی تربیت کو اپنے مولا کی مرضی کے تابع بناؤ۔ (فَلَا یَرْفُثُ) اور اپنے منہ سے جاہلیت کی زبان باہر نکال پھینکو اور اپنے جوارح کو زمانہ جاہلیت کی بداعمالیوں سے پاک کرو۔ (وَلَا یَجْھَلُ) اور آنے والی نسلوں کے لئے نیک نمونہ قائم کرو۔ اگر تم روزے کو اپنے لئے ڈھال نہیں بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے کبھی بچ نہیں سکو گے۔“

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 70)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کی اِن فضیلتوں اور برکات کو حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

✪✪✪✪